ایاتھا ۵ سورۃ الفیل مکیۃ ۱۰۵ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۲ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۵

"کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنا دیا۔ اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار۔ جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں۔ پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصحاب فیل کے قصہ میں سے یہ ہے کہ ابراہیم اشرم حبشی یمن کا بادشاہ تھا۔ اس کا نواسہ اکسوم بن صباح حمیری حج کے لیے نکلا۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے واپس مڑا تو وہ نجران کے عیسائیوں کی عبادت گاہ میں اترا۔ پس اہل مکہ میں سے کچھ لوگ وہاں گئے اور اس میں زیب و آرائش کا جو سامان پڑا تھا وہ اٹھا لیا۔ اور ساتھ ہی اکسوم کا ساز و سامان بھی اٹھا لیا۔ تو وہ انتہائی غصے اور ناراضگی کی حالت میں اپنے نانا کے پاس واپس پہنچا۔ تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو بیس ہزار خولانیوں اور اشعریوں کے ساتھ بھیجا۔ اسے شہر بن معقود کہا جاتا ہے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ خثعم کی سرزمین میں جا اترے۔ پس خثعم ان کے راستے سے ہٹ گیا۔ پھر جب وہ طائف کے قریب پہنچا تو بنی خثعم، نصر اور ثقیف کے کچھ لوگ اس کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: تجھے ہمارے طائف کے ساتھ کوئی غرض اور حاجت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا قریہ ہے۔ البتہ ہم تیری راہنمائی مکہ مکرمہ کے ایک گھر کے بارے کرتے ہیں۔ اس کی عبادت کی جاتی ہے اور اس میں پناہ لے۔ وہ اپنے بادشاہ کے تسلط سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے ملکیت عرب مکمل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تجھ پر یہ لازم ہے تو ہمیں چھوڑ دے کوئی تعرض نہ کرے۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ وادی مغمس میں پہنچا۔ تو اس نے وہاں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ پائے۔ سو اونٹنیاں قلادہ پہنائی گئی تھیں۔ پس اس نے انہیں اپنے ساتھیوں کے درمیان ہبہ کر دیا۔ پھر جب یہ خبر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچی تو آپ اس کے پاس آئے۔ آپ انتہائی خوبصورت اور حسین تھے۔ اہل یمن میں اس کا ایک دوست تھا۔ اسے ذوعمرو کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ وہ آپ کے اونٹ واپس لوٹا دے۔ تو اس نے جواب دیا: میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں تجھے بادشاہ کے پاس لے جا سکتا ہوں تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: تو ایسا ہی کر دے۔ چنانچہ وہ آپ کو اس کے پاس لے

marfat.com

Marfat.com

71AA12

گیا۔ تو آپ نے اسے کہا: بے شک مجھے تجھ سے ایک حاجت اور کام ہے تو بادشاہ نے جواب دیا: تم جو چاہو گے میں ہر حاجت کو پورا کردوں گا جو بھی آپ چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا: بے شک ہم شہر حرام میں اور سرزمین عرب و عجم کے درمیان راستے میں سکونت پذیر ہیں۔ میرے سو اونٹ ہیں جو قلادہ پہنائے ہوئے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ اور تہامہ کے درمیان اس وادی میں چرتے ہیں۔ انہیں چرانے والے لوگ بھی ان پر مقرر ہیں۔ وہ ہماری تجارت کے کام بھی آتے ہیں اور دشمنوں سے ہماری حفاظت بھی کرتے ہیں۔ مگر تیرے لشکریوں نے ان پر غلبہ پاکر انہیں پکڑ لیا ہے اور تیری مثل لوگ اپنے پڑوسیوں پر ظلم نہیں کرتے۔ وہ ذی عمرو کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر اس نے تعجب سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا اگر یہ مجھ سے ہر شے مانگ لیتے جسے انہوں نے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ تو میں وہ انہیں دے دیتا۔ رہے اونٹ! تو وہ بھی ہم نے آپ کو لوٹا دیے اور ان کی تعداد کے برابر مزید بھی۔ لیکن آپ کو کون سی شے روک رہی ہے کہ آپ مجھ سے اپنی اس عمارت (کعبۃ اللہ) اور اپنے شہر کے بارے گفتگو کریں۔ تو حضرت عبدالمطلب نے اسے فرمایا: بلاشبہ یہ ہماری عبادت گاہ ہے اور یہ ہمارا شہر ہے۔ لیکن ان دونوں کا ایک مالک اور رب ہے۔ اگر وہ چاہے گا کہ ان دونوں کی حفاظت فرمائے تو وہ ضرور حفاظت فرمائے گا۔ البتہ میں تو اپنے مال کے بارے تجھ سے گفتگو کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس وقت اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کیا کہ کعبہ کو ضرور بضرور منہدم کیا جائے گا اور مکہ مکرمہ کو لوٹا جائے گا۔ اور حضرت عبدالمطلب واپس لوٹے اور آپ یہ اشعار کہہ رہے تھے:

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رَحَلَالَکَ　　لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ عَدْوًا مَحَالَکَ

"اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ عداوت میں ان کی صلیب اور ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آجائے"۔

فَاِذَا فَعَلْتَ فَرُبَّمَا تَحْمِیْ فَاَمْرٌ مَابَدَالَکَ　　فَاِذَا فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ اَمْرٌتِمُّ بِهٖ فَعَالُکَ

"پس جب تو کرے گا تو تو بچالے گا۔ اور یہ ایسا امر ہے جو تیرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جب تو ایسا کرے گا تو یہ ایسا امر ہے جس کے ساتھ تیرے کام مکمل ہو جائیں گے"۔

وَغَدَوْاغَدًا بِجُمُوْعِهِمْ وَالْفِیْلِ کَیْ یَسْبُوْاعَیَالَکَ　　فَاِذَا تَرَکْتَهُمْ وَکَعْبَتًا فَوَاحَرْ بَاهُنَالِکَ

"وہ صبح سویرے اپنے لشکروں اور ہاتھوں کے ساتھ چلے تاکہ تیرے عیال کو قیدی بنائیں۔ پس جب تو نے انہیں اور کعبہ کو چھوڑ دیا تو وہاں افسوسناک جنگ ہو گی"۔

جب شہر اور اصحاب فیل متوجہ ہوئے اور ایک فیصلے پر وہ سب متفق ہو گئے تو جب بھی وہ مکہ کا قصد کرتے تو ان کا (بڑا ہاتھی) بیٹھ جاتا۔ اور جب اس کا رخ پھیر دیتے تو وہ تیزی سے چلنے لگتا۔ پس اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ان پر رات چھا گئی۔ پھر سمندر کی جانب سے ان پر پرندے ظاہر ہوئے، ان کی سونڈیں تھیں اور وہ زرزور (ایک چڑیا ہے) کی طرح چمگادڑ کے مشابہ سرخ و سیاہ رنگ میں تھے۔ جب انہوں نے ان پرندوں کو دیکھا، تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا وہ گر پڑا۔ پس انہوں نے ان پر لڑھکنے والے پتھر بندوق کی گولی کی طرح پھینکے۔ وہ پتھر آدمی کے سر پر لگتا اور اس کے پیٹ سے

marfat.com

Marfat.com

71B

نکل جاتا۔ جب انہوں نے دوسرے دن کی صبح کی اور حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر صبح کی تو انہوں نے کسی کو ان پر غالب آتے ہوئے نہ دیکھا۔ تو آپ نے اپنے بیٹے کو تیز رفتار گھوڑے پر بھیجا تا کہ وہ ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات دیکھ کر آئے۔ تو اس نے دیکھا کہ وہ سارے سارے تباہ ہو کر گرے پڑے ہیں۔ تو وہ اپنے سر کو بلند کر کے اور اپنی ران ننگا کر کے فوراً واپس لوٹا۔ پس جونہی اس کے باپ نے اسے دیکھا تو کہا: بلاشبہ میرا بیٹا عرب کا بہترین شہسوار ہے اور وہ بشارت یا ڈراوے کے سوا اپنی ران سے کپڑا نہیں اٹھاتا۔ پس جب وہ ان کی مجلس کے قریب پہنچا۔ تو انہوں نے پکار کر کہا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ سب ہلاک ہو گئے۔ پس حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھی نکلے اور اپنے مال اٹھائے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے اس تناظر میں یہ اشعار کہے:

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَيْشَ وَالْاَ فُيَالَا وَقَدْ رَعَوْا بِمَكَّةَ الْاَفْيَالَا

"تو نے حبشی لشکر اور ہاتھیوں سے ہماری حفاظت کی۔ درآنحالیکہ وہ مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں (کے لشکر) سے حملہ آور ہوئے"۔

وَقَدْ خَشِيْنَا مِنْهُمُ الْقِتَالَا وَكُلُّ اَمْرٍ مِّنْهُمْ مُعْضَالَا

"ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہم سے برسرِ پیکار ہوں گے اور ان کی جانب سے ہر امر انتہائی تکلیف دہ اور پیچیدہ ہوگا"۔

شُكْرًا وَّحَمْدً لَّكَ ذَاالْجَلَالَا "اے خداوند ذوالجلال ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ثناء کرتے ہیں"۔

پس شہر اکیلا بھاگتے ہوئے واپس لوٹ گیا۔ لیکن پہلی منزل پر جہاں وہ اترا۔ اس کا دایاں ہاتھ جسم سے گر گیا۔ پھر جب دوسری منزل پر اترا۔ تو وہاں دایاں پاؤں جسم سے الگ ہو گیا۔ پس جب وہ اپنے گھر اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ تو وہ فقط ایسا جسم تھا جس کے اعضاء نہیں تھے۔ پس اس نے صورت حال سے قوم کو آگاہ کیا۔ پھر اس کی جان نکل گئی اور وہ دیکھتے ہی رہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وہ صفاح میں آ کر فروکش ہوئے۔ تو حضرت عبدالمطلب وہاں ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے کوئی اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ تو اصحاب فیل نے جواب دیا: ہم اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے چلاتے تھے مگر وہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے ایسے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل اوپر آئے تو ان پر پتھر برسائے۔ اور ان میں سے جو بھی باقی بچا اسے خارش نے آلیا۔ اور ان میں سے جو بھی اپنی جلد کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت گر پڑتا تھا۔(2)

امام ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے۔ یہاں تک کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور ان کے حاکم سے کہا: کون سی شے تجھے ہمارے پاس لائی ہے؟ کیا میں نے پیغام نہیں بھیجا تھا کہ جو تو چاہتا ہے ہم وہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 43، عالم الکتب بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہر شے تیرے پاس لے آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اس گھر (کعبہ معظمہ) کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس میں اس کے باسیوں اور مکینوں کو ڈرانے کے لیے آیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ ہم تیرے پاس وہ ہر شے لے آئیں گے جو تو چاہے گا۔ تو واپس لوٹ جا۔ لیکن اس نے بیت اللہ میں داخل ہوئے بغیر واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ اس کی طرف چل پڑا۔ حضرت عبدالمطلب پیچھے رہ گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ فرمایا: میں اس گھر اور اس کے مکینوں کی ہلاکت نہیں دیکھ سکتا۔ پھر کہا "اَللّٰهُمَّ اِنَّ لِكُلِّ اِلٰهٍ حَلَالًا فَامْنَعْ حَلَالَكَ، لَا يَغْلِبَنَّ مَحَالُهُمْ اَبَدًا مَحَالَكَ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاَمْرٌ مَابَدَالَكَ" (اے اللہ! بے شک ہر الٰہ کا گھر ہے پس تو اپنے گھر کی حفاظت فرما تا کہ کبھی ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے۔ اے اللہ! اگر تو نے ایسا کر دیا تو پھر جو تو چاہے حکم ارشاد فرما) پس سمندر کی جانب سے بادل کی مثل ان پر پرندوں کے غول آئے اور ان پر چھا گئے انہیں ہی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ پس ہاتھی سخت آواز نکالنے لگے اور انہوں نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند بنا دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابرہم الاشرم حبشہ سے آیا اور اس کے ساتھ اہل یمن میں گمراہ اور باغی لوگ بھی تھے۔ تا کہ وہ بیت اللہ شریف کو گرا دیں کیونکہ عرب لوگوں نے سرزمین یمن میں ان کی معبد کو نقصان پہنچایا تھا۔ پس وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہاتھیوں کو لائے۔ یہاں تک کہ جب وہ صفاح کے مقام پر تھے تو پھر جب وہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرتے تو (بڑا ہاتھ) لگام کھینچ کر زمین پر بیٹھ جاتا۔ اور جب وہ اس کا رخ اپنے شہروں کی طرف پھیرتے تو وہ چل پڑتا اور اس کی رفتار تیز ہو جاتی۔ یہاں تک کہ جب وہ نجلہ یمانیہ کے پاس تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سفید رنگ کے پرندوں کے ڈار بھیجے۔ یہ بڑے بڑے تھے۔ وہ ان پر پتھر پھینکنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ ابو یکسوم بچ نکلا۔ لیکن وہ راستے میں جب بھی کسی مقام پر اترا، اس کے جسم کا کچھ گوشت گر جاتا۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر ہلاک ہو گیا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ ابو یکسوم جابر حکمرانوں میں سے ایک انتہائی جابر اور ظالم حکمران تھا وہ اپنے لشکر جرار میں ہاتھیوں کو ہانک کر ساتھ لایا۔ تا کہ وہ بیت اللہ شریف کو منہدم کر دے کیونکہ یمن میں ان کی عبادت گاہ کو گرا دیا گیا تھا۔ پس جب ہاتھی حرم شریف کے قریب پہنچا تو وہ اپنے ہانکنے والے کو مارتا۔ اور جب وہ حرم سے واپس لوٹنے کا ارادہ کرتے تو وہ تیزی سے دوڑنے لگتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو یکسوم حاکم حبشہ آیا اور اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے۔ پس جب وہ حرم کے پاس پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور اس نے حرم میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اور جب وہ اسے واپس لوٹنے کے لیے پھیرتے تو وہ بڑی تیزی سے واپس مڑتا۔ پھر جب وہ حرم پاک کی طرف لوٹتے تو وہ بیٹھ جاتا اور چلنے سے انکار کر دیتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے پرندے بھیجے۔ ان کے مونہوں میں پتھر تھے جو چنے کے دانے کی طرح تھے لیکن وہ جس پر بھی گرتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ (2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 583 (3974)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 326 (36535)

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وادیٔ صفاح میں فروکش ہوئے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ وہ گھر ہے جس پر کوئی غالب نہیں آسکا۔ انہوں نے جواب دیا: ہم تو اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے کی جانب چلاتے مگر وہ پیچھے کی جانب چلتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل پہنچے اور بالکل صاف ان کے اوپر آگئے تو وہ پتھر ان پر برسائے۔ تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جسے خارش نہ لگی ہو۔ اور ان میں سے جو انسان بھی اپنے جسم کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت اس سے گرنے لگتا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں پر پتھر برسائے۔ تو جسے بھی وہ پتھر لگتا تھا وہ گر جاتا اور وہی چیچک کی ابتدا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیجا اور وہ ان تمام کو بہا کر لے گیا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ پوچھا گیا: ابابیل کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سے مراد ڈار اور غول ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ طَيْرًا أَبَابِيلَ سے مراد پرندوں کے ڈار ہیں۔(2)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے: گروہ در گروہ یعنی وہ سمندر سے ان پر ڈاروں کے ڈار نکلتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں طَيْرًا أَبَابِيلَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سبز رنگ کے پرندے تھے۔ ان کی سونڈیں اونٹ کی سونڈ کی طرح تھیں اور ناک کتے کی ناک کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ ان کے پنجے آدمی کی ہتھیلیوں کی طرح تھے اور ان کی کچلیاں درندوں کی کچلیوں کی طرح تھیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے اکٹھے دلائل میں حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا۔ تو ان پر پرندے بھیجے جو سمندر سے اٹھے۔ وہ چمگادڑوں کی طرح تھے۔ ہر پرندے کے پاس تین سیاہ پتھر تھے۔ ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا اور دو پتھر اس کے پاؤں میں۔ پھر وہ آئے اور ان کے سروں پر آ کر منڈلائے۔ پھر چلائے اور پھر ان پر وہ پتھر پھینکے جو وہ اپنی چونچ اور پاؤں میں لیے ہوئے تھے۔ پس جو پتھر بھی جس آدمی پر گرا وہ دوسری جانب سے پار نکل گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سخت اور شدید ہوا بھیجی اس کے سبب ان کی ٹانگیں ٹکرائیں۔ اور شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ نتیجۃً وہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 (3702)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 360، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ سفید رنگ کے پرندے تھے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ وہ سبز رنگ کے تھے۔ وہ سمندر کی جانب سے آئے۔ اور ان کے منہ درندوں کے مونہوں کی طرح تھے۔ اس سے قبل اور نہ ہی اس کے بعد ایسے پرندے دیکھے گئے۔ انہوں نے ان کے جسموں پر چیچک کی مثل نشانات لگا دیئے۔ اور اسی وقت پہلی مرتبہ چیچک دکھائی دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اصحاب فیل مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے تو ان کا سردار ابو یکسوم حبشی تھا۔ یہاں تک کہ وہ وادی مغمس تک آ گئے۔ تو وہاں ان پر پرندے آ گئے۔ ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور پاؤں میں دو پتھر تھے۔ انہوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ فرمایا: وہ غول در غول ایک دوسرے کے پیچھے تھے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فرماتے ہیں: وہ پتھر مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ فرمایا وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے تھے ریوڑ کے مینگنیوں کی مثل۔ پس پرندوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ اور انہیں اس طرح بنا دیا جیسا کھائی ہوئی کھیتی کے بوسیدہ اور گلے سڑے پتے ہوتے ہیں۔ فرمایا: پتھروں نے انہیں اس طرح پھاڑ دیا، تباہ کر دیا جیسا کہ اس کھیتی کے پتے پھٹے اور گلے سڑے ہوتے ہیں جو کھائی ہوئی ہو اور بوسیدہ ہو۔ فرمایا: اصحاب فیل حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تئیس برس قبل مکہ مکرمہ کی طرف آئے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو الکنود سے بیان کیا ہے کہ وہ پتھر چنے سے ذرا کم اور مسور کے دانے سے تھوڑا بڑے تھے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمران رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بہت سے پرندے بہت سے پتھروں کے ساتھ آئے۔ ان میں سے بڑے پتھر چنے کے دانے کے برابر تھے اور چھوٹے مسور کی مثل تھے۔ (1)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر بندوق کی گولی کی مثل تھے۔ وہ برسائے گئے درآنحالیکہ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی۔ ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے۔ دو پتھر اس کے پاؤں میں اور ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا۔ ان پرندوں نے آسمان سے آ کر ان پر حلقہ بنایا پھر ان پر پتھر برسائے اور ان کا لشکر بھاگ نہ سکا۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ان کنکروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر برسائے گئے۔ وہ کنکر چنے کے دانے کی مثل تھے اور مسور سے تھوڑا بڑے تھے۔ وہ سرخ مہر زدہ تھے گویا کہ وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ (2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر مقدار میں چنے اور مسور کی طرح تھے۔ وہ برسائے گئے۔ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی جیسا کہ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اگر قوم ان کے ساتھ عذاب نہ دیا گیا ہوتا۔ تو

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 460 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 45، عالم الکتب بیروت

marfat.com

Marfat.com

میں ان سے اتنے اٹھالیتا کہ میں ان سے اپنے لیے مسجد بنالیتا۔ یہ (پتھر) مکہ مکرمہ میں کثیر ہیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ام کرز الخزاعیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ان پتھروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر پھینکے گئے۔ ان کے رنگ سرخ ہیں اور ان پر مہر لگی ہوئی ہے۔ گویا کہ وہ ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ پس جس نے اس کے سوا کچھ کہا اس نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی وہ ان تمام تک پہنچا۔ وہ (پتھر) ان سے غائب ہو گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دو ہاتھیوں کو لے کر آئے۔ ان میں سے ایک محمود تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اور دوسرا لشجع تھا۔ اسے پتھر سے مارا گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے اس نے بتایا ہے جس نے ہاتھی کے قائد اور اس کے سائس (چلانے والا) سے گفتگو کی۔ اس نے ان دونوں سے کہا: مجھے اس ہاتھی کے بارے کچھ بتاؤ۔ تو ان دونوں نے کہا: ہم وہ لے کر آئے۔ وہ نجاشی اکبر بادشاہ کا ہاتھی تھا۔ وہ اسے لے کر جس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا، اس نے انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ لیکن جب حرم پاک کے قریب پہنچا۔ تو جب بھی ہم اس کا منہ حرم پاک کی طرف کرتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا۔ پس کبھی ہم اسے مارتے تو وہ گر جاتا اور کبھی ہم اسے مارتے مارتے اکتا جاتے تھے، تھک جاتے تھے اور ہم اسے چھوڑ دیتے۔ پس جب وہ وادی مغمس میں پہنچا تو وہاں وہ بیٹھ گیا۔ اور پھر نہ اٹھا۔ اتنے میں عذاب آ گیا۔ تو ہم نے پوچھا: کیا تم دو کے سوا اور بھی کوئی بچا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ابھی ان تمام کو یہ عذاب نہیں آیا تھا۔ تو ابرہہ واپس پھرا اور کچھ نے اس کی اتباع کی۔ وہ اپنے شہروں کی طرف جانے لگے۔ لیکن جب بھی وہ کسی زمین پر ٹھہرتے تو ان کا کوئی عضو جسم سے کٹ کر الگ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ جب وہ بلاد خثعم تک پہنچے۔ تو سر کے سوا اس پر کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر وہ مر گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہما کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ابرہہ اشرم یمن سے کعبہ معظمہ کو گرانے کے ارادے سے آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کے ڈار بھیج دیئے۔ ان کی سونڈ ہیں اکٹھی تھیں۔ وہ ایک کنکر اپنی چونچ میں اور دو کنکر اپنے پاؤں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ آدمی کے سر پر ایک پتھر مارتے تھے۔ تو اس کا گوشت جھڑنے لگتا اور خون اس سے بہنے لگتا اور ایسی کھوکھلی اور خالی ہڈیاں باقی رہ جاتیں، تاکہ نہ ان پر کوئی گوشت ہے، نہ جلد ہے اور نہ ہی خون ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خود بنی ہذیل کے ایک آدمی سے پوچھا: کہ یوم فیل کے بارے مجھے کچھ بتاؤ۔ تو اس نے کہا: یوم الفیل کو گھڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ میں بھی ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ تو میں نے پرندے دیکھے جو حرم پاک سے نکلے، ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور اس کے پاؤں میں بھی ایک پتھر تھا۔ پھر تیز ہوا چلی اور تاریکی چھا گئی یہاں تک کہ میری گھوڑی میرے سمیت دو مرتبہ بیٹھی۔ سو اس ہوا نے انہیں یکبارگی کے ساتھ کاٹ دیا۔ پھر تاریکی دور ہوئی اور ہوا ساکن ہو گئی۔ تو میں نے قوم کو اس میں دیکھا کہ مرے پڑے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس تقریباً ایک قفیز کے برابر وہ پتھر دیکھے۔ ان پر سرخ خط کھینچے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ ظفار کے نگینے ہیں۔ ہر پتھر پر آدمی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوسے کی مانند بنا دیا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گندم کے پتوں کی طرح کر دیا (یعنی بھوسے کی طرح کر دیا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العصف سے مراد گندم کے کھائے ہوئے پتے ہیں۔ یعنی بھوسہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ** کا معنی ہے کہ گندم کے وہ پتے جن میں سوراخ ہو چکے ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اسے (گندم کو) کھایا جائے اور وہ اندر سے خالی اور کھوکھلی ہو جائے تو اسے **كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ** سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کھیتی کے اڑنے والے پتے اور تنکے ہیں (یعنی انہیں ان کی طرح بنا دیا)۔

امام ابن اسحاق نے السیرۃ میں، واقدی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ہاتھی کے سائس اور اس کے قائد دونوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اندھے اور اپاہج تھے اور کھانا مانگتے تھے۔(2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔(3)

ابن اسحاق، ابو نعیم اور بیہقی نے قیس بن مخرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔ عکاظ (ایک میلہ منڈی) عام الفیل کے پندرہ برس بعد شروع ہوا۔ بیت اللہ شریف عام الفیل سے پچیسویں سال کے شروع میں تعمیر کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے عام الفیل سے چالیس برس بعد اعلان نبوت فرمایا۔(5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 125
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 79
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 78

marfat.com

Marfat.com